شہزادی جہاں آرا بیگم کی ایک نادر تصنیف

# رسالہ صاحبیہ

(مع انگریزی ترجمہ)

پیش کش از

سردار علی احمد خاں



# رسالہ صاحبیہ

اردو ترجمہ از پروفیسر محمد اسلم

رسالہ صاحبیہ شہزادی جہاں آرا۔ کی ایک نادر تصنیف ہے جس میں اس نے اپنے پیر طریقت حضرت ملا شاہ بدخشی اور ان کے خاص خاص مریدوں کے سوانح حیات قلمبند کیے ہیں۔ اسی رسالہ میں اس نے ملا شاہ کا دامن ارادت تھامنے اور ان کی نگرانی میں روحانی منزلیں طے کرنے کا بتفصیل ذکر کیا ہے۔ اس نادر تصنیف کا فارسی متن شامل ہے۔ جس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔ میں نے فارسی سے اردو میں ترجمہ کرتے وقت اردو کی نوک پلک اور روزمرہ کو بھی مد نظر رکھا ہے، تاہم بعض نامانوس ترکیبات بھی ترجمہ میں آ گئی ہیں، جن سے مفر ممکن نہ تھا۔

یہ رسالہ بہت مفید معلومات کا حامل ہے، اگرچہ مختصر ہے۔ مغل دور کے سماجی، معاشرتی اور نفسیاتی مطالعہ کے لئے اس کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

اس کی سب سے نمایاں خوبی یہ ہے کہ یہ ایک خاتون کی تصنیف ہے اور اس کا دوسرا وصف یہ ہے کہ اس میں ایک خاتون نے اپنے روحانی سفر کے بارے میں اہم معلومات فراہم کی ہیں۔ نیز اسی رسالہ کے ذریعے ہمیں جہاں آرا کے اشعار دستیاب ہوتے ہیں، جس سے اس تصنیف کی قدر و قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔

## ہوالفرد

بے حد تعریف اور ستائش اس خدا کے لیے جو اپنی ذات میں احد اور مطلق ہے اور جس کی جناب میں شبہ و مثل کی کوئی گنجائش نہیں۔ بے شمار سلام و تحیات اس حبیب و محبوب پر نازل ہوں جو رسول برحق ہے اور جس کے دین مبین میں کسی جھوٹ کی گزر نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برگزیدہ آل اور اصحاب کرام پر سلام و تحیات

نازل ہوں کہ ان میں سے ہر ایک درگاہ وحدت کا موحد اور دین محمدی کو قوت اور رواج دینے والا تھا اور انہیں سرور کائنات ؐ کی پیروی کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا۔

اما بعد۔ یہ رسالہ ؛ فقیرہ حقیرہ نحیفہ و خادمہ اولیاء اللہ، معتقد باب فقراء باب اللہ، جہاں آرا، بنت شاہ جہاں بادشاہ غفراللہ ذنوبہما و ستر اعیوب ہا نے حضرت ولایت پناہ، ہدایت و ارشاد دستگاہ، سرور عارفان زمان، مفخر محققان دوراں، واقف رموز اسرار، شیخ نامدار عالیمقدار، سر خیل اہل توحید، برگزیدہ خدای مجید، قدوۃ اولیائے عالیجاہ، مرشد کامل و مکمل، حضرت مولانا شاہ سلمہ اللہ و ابقاہ، جو اس ضعیفہ کے مرشد اور ہادی ہیں، کے مختصر حالات باسعادت کے موضوع پر تحریر کیا ہے۔ اس میں اپنے تھوڑے سے پراگندہ حالات یعنی مرید ہونے، خدا کی طلب کا ذوق پانے، حضرت ولایت پناہ کو مرشد تسلیم کرنے اور اپنے دست امید سے ان کا دامن تھامنے اور وہ حالات جو اس رسالہ کی تحریر کا باعث بنے، درج کر دیے ہیں۔ اسے میں نے "رسالہ صاحبیہ" کے نام سے موسوم کیا ہے، اگرچہ شکستہ زبان قلم میں یہ طاقت کہاں ہے کہ وہ حضرت کے خصائل برگزیدہ اور اوصاف حمیدہ کی کتاب کا ایک حرف سالہا سال کی طویل مدت میں لکھ سکے۔ زبان کو تاب بیان کی کیا مجال ہے کہ وہ اس مرشد کامل کی گوناگوں خوبیاں اور عمدہ فضائل کو بے شمار صدیوں میں ادا کر سکے۔ میں نے آنحضرت سلمہ اللہ تعالیٰ کے احوال باکمال لکھنے کو دونوں جہانوں کی سعادت کے حصول کا موجب جانتے ہوئے اس کام کی جرات کی ہے۔ اپنے ذاتی حالات لکھنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ میں یہ چاہتی تھی کہ مجھ گناہوں میں لت پت نامہ سیاہ ضعیفہ کا نام حضرت والا کے نام نامی کے بعد لکھا جائے تاکہ خدائے کریم مطلق حضرت والا کے اسم شریف کی برکت سے فضول کاموں میں عمر ضائع کرنے والی اس فقیرہ کو بخش دے اور ان کے مریدوں، مخلصوں اور معتقدوں کے زمرہ میں اٹھائے۔ اس کے علاوہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ مشائخ سلف قدس اسرار ہم نے خود اپنے حالات تحریر کیے ہیں۔ میں نے بھی ان کی سنت پر عمل کیا ہے، ورنہ میں بے بضاعت اور کم استطاعت کیا ہوں اور کس قابل ہوں جو حضرت کے پسندیدہ اوصاف اور دریائے

کمالات میں سے ایک قطرہ باہر نکال سکوں یا اس مرشد حقیقی کے مرغوب فضائل اور اچھی عادات کے باغ سے ایک پھول چن سکوں۔ میں بھلا کس قطار و شمار میں ہوں کہ اپنے پراگندہ حالات لکھوں۔ امید رکھتی ہوں کہ جو واقعات پیش آتے ہیں انہیں بلا کم و کاست نوک قلم سے ٹپکاؤں۔ یہ کام اللہ کی توفیق سے پورا ہوگا اور اسی پر میں بھروسہ کرتی ہوں۔

## ذکر احوال باکمال حضرت ولایت پناہ ارشاد دستگاہ عارف باللہ مولانا شاہ سلمہ اللہ

آپ کو معلوم ہو گا کہ اس صوفیِ مطلق، عرفان و توحید میں دنیا بھر میں یکتا اور کائنات میں بے نظیر، رسم و تعلقات سے پاک، مراتب و درجات میں ترقی و تنزلی سے مستثنیٰ، بحر ناپیدا کنار میں غرق، احسان کا منبع، سخاوت کے خزانے کی کان، قرآن کے رموز کو کھولنے والا، پوشیدہ خزانوں کا موجد، طالبان ربانی کو خزانے بخشنے والا، "سبحانی ما اعظم شانی" سے متخص، مکر و فریب کے جہانوں سے رہائی پانے والا، بیرنگی کے لطیف عالم کا رہرو، شریعت و طریقت کا سمندر، معرفت اور حقیقت کا خزانہ، قطب الاقطاب، غوث الآفاق، ہمارا شیخ اور ہمارا امام، حضرت مولانا شاہ، سلمہ اللہ و ابقاہ، کی جائے ولادت اور وطن موضع ارکسا ہے جو شہر روستاق کے مواضعات میں سے ایک موضع ہے اور یہ روستاق مملکت بدخشاں کے ماتحت ہے، جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے

"ملکوں میں میرا ملک بدخشاں ہے۔ شہر میرا روستاق اور موضع ارکسا ہے۔"

آپ کے والد ماجد کا نام نامی مولانا عبدی بن مولانا سلطان علی بن حضرت قاضی فتح اللہ ہے۔ آپ کے بڑے بزرگوں میں سے ایک قاضی کے لقب سے ملقب تھا لیکن ان بزرگوں کی سب سے بڑی خواہش اور سب سے اہم مقصد راہ حق کی طلب اور ذات مطلق

کی پہچان تھی۔ وہ منصب قضا پر کبھی بھی فائز نہیں ہوئے۔ وہ قضائے الٰہی کو اپنی رضا جان کر ہمیشہ خدائے بزرگ اور معبود ذوالجلال کی یاد میں لگے رہتے تھے اور فانی دنیا کے رنج و راحت کو منظور نظر حق نہ جانتے ہوئے اس جہان میں دکھ اور سکھ کو ایک سا جان کر اپنا وقت بڑی اچھی طرح گذار گئے۔ ان عزیزوں میں سے ہر ایک وقت مقررہ پر خدائے ودود اور ایزد معبود جل شانہ کے جوار رحمت میں چلا گیا۔ میرے شاہ صاحب کی والدہ ماجدہ کا نام نامی حضرت بی بی خاتون تھا اور وہ اپنے زمانہ کی رابعہ اور اپنے دور کی خدیجہ تھیں۔ موصوفہ بڑی ریاضت اور مجاہدہ کرنے والی، صاحبۂ حالات و عالی مقامات اور عارفات کاملہ کے گروہ میں شامل تھیں۔ وہ بھی عمر طبعی پا کر اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو سدھار چکی ہیں۔ اس وقت حضرت کے دو بھائی اور ایک بہن، جو آپ سے سال بھر چھوٹی اور بقید حیات ہے، اپنے وطن ارگسا میں سکونت پذیر ہیں، بھائیوں کے نام بیگ محمد اور ملا سلطان علی ہیں اور یہ دونوں بھائی اپنے وطن سے حضرت والا کی ملازمت باسعادت کے ارادے سے ہندوستان آئے اور بے شمار فیوض و عرفان حاصل کر کے ذکر و شغل میں لگ گئے۔ انہیں بڑا فائدہ پہنچا اور وہ اپنے پورا حصہ لے کر حضرت مرشد کے حکم کے مطابق اپنے اصلی وطن کی طرف لوٹ گئے۔ اخوند صاحب نے اپنی بہن کو عالم باطن میں یاد حق میں لگا دیا ہے۔ اس موضع کے اکثر باشندے حضرت مرشد کی خدمت باسعادت میں بڑی پختہ نسبت اخلاص اور صحیح قسم کی عقیدت رکھتے ہیں۔ وہ صرف آپ کی باطنی توجہ کے طفیل، جو آپ ان سعادت مند مخلصین کو دیتے ہیں، بے شمار فیض پا کر بڑی بلندیوں تک پہنچ چکے ہیں۔ وہ حضرت کے اویسی ہیں کیونکہ آپ نے عالم باطن میں ان کی تربیت کی ہے۔ اس ملک کے باشندوں کی ایک بڑی تعداد حضرت کے حقائق پر مبنی دیوان، جو کئی طرح کے حقائق اور معارف کی اقسام پر مشتمل اور توحید، طریقت اور حقیقت کے مراتب کے لیے ہدایت، بڑے فوائد اور بے شمار فیوضات و فتوحات پر مبنی ہے، کا مطالعہ اور مشاہدہ کر کے (روحانیت) میں بڑی ترقی کر چکے ہیں۔ آپ نے اپنا فصیح و بلیغ دیوان، جس میں شاندار قصیدے، غزلیں اور علمی حقائق پر مشتمل رباعیاں

ہیں، جس کا ہر شعر پر نور اور برہان ہے، جس کا ہر مصرع بیت المعمور کا راستہ دکھاتا ہے، اس ضعیفہ کو، جو خود کو اخلاص و عقیدت مندی میں حضرت کے حقیقی مخلصوں میں سرفہرست اور حضرت حقائق پناہ ولایت دستگاہ کے حقیقی غلاموں میں سب سے زیادہ تابع فرمان سمجھتی ہے، عنایت فرمایا ہے۔ یہ بزرگ کتاب دن رات میرے ہاتھ میں اور پیش نظر اور ورد زبان رہتی ہے۔ اس کے اشعار آبدار، حقیقت شعار اور معرفت آثار پڑھنے سے اس ضعیفہ کو بے انتہا فیض اور بڑا فائدہ ہوا ہے۔ اس فدوی کا یہ عقیدہ ہے کہ اس دور میں میرے شاہ صاحب کی طرح کسی نے توحید بیان نہیں کی اور نہ ہی کوئی کر سکتا ہے۔

مزید بر آں، حضرت مرشد گرامی نے بچپن سے لے کر اکیس برس کی عمر تک اپنا وقت موضع ارکسا میں گزارا۔ اس زمانے میں بھی حضرت سے بڑی اونچی قسم کی خرق عادات اور بڑی قابل قدر کرامات کا ظہور ہوا۔ وہاں کے باشندوں کو حضرت پیر دستگیر اور مرشد پاک ضمیر کی خدمت میں کمال درجے کی عقیدت اور اخلاص تھا۔ اس کے بعد انہوں نے علوم ظاہری کی تحصیل اور حال کو چھپانے کی غرض سے بلخ کا سفر اختیار کیا۔ اس علاقہ کے رہنے والوں پر حضرت کی جدائی بڑی شاق اور دشوار ہو گئی۔ حضرت بلخ میں قیام نہ کر سکے اور وہاں سے ہندوستان بہشت نشان کی طرف روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے انہوں نے کشمیر کو اپنے قدموں کے نور سے منور کیا۔ اس وقت حضرت، اللہ انہیں دنیا کے خاتمہ تک سلامت رکھے، کا سن مبارک پچیس برس تھا۔ انہوں نے کشمیر میں خود کو تین سال تک طلبہ کے بھیس میں چھپائے رکھا۔ اس کے بعد ان پر غلبۂ حق اور جذبۂ الٰہی غالب ہوا۔ آپ نے چونکہ ابھی تک اپنے دست انابت سے کسی پیر کامل کا دامن نہیں تھاما تھا، اس لیے ایسے شیخ کی تلاش میں، جو انہیں (تصوف کے) کسی طریقے میں داخل کر کے یاد حق میں لگا دیتا، کشمیر دلپذیر سے لاہور پر نور کی طرف تشریف لے گئے۔ اس زمانے میں شہر لاہور، شیخ عارفاں، قدوہ واصلان، در یک محیط اندر حقیقت سپہر، جان شریعت و طریقت، کوہ وقار، عارف نامدار، قدوۃ المحققین، زبدۃ العارفین، سلالۃ اولیائے

کبار، اسوہ مشائخ عالیمقدار، مقتدائے اہل زمان، امام موحدان، واقف رموز اسرار، کاشف حجب و استار، پیشوائے صغیر و کبیر، جنید ثانی، حضرت میاں میر قدس اللہ سرہ کے باسعادت وجود اور بخشش کرنے والی قدم گاہ کی وجہ سے مشرف اور منور تھا۔ جب مرشد گرامی حضرت میاں میر صاحب کے حقیقت پر مبنی حالات باکمال سے مطلع ہوئے تو بڑے ہی شوق سے ان کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت میاں میر نے مرشد گرامی کے طلب شوق کی آزمائش کی خاطر ایک سال پوری طرح استغنا برتا اور موصوف حضرت مرشد والا کو نہ ہی اپنے پاس بٹھاتے اور نہ ہی توجہ فرماتے۔ غلبہ ذوق کی فراوانی، وصال حق کی طلب اور ہستی مطلق کی دریافت کے شوق میں اکثر ایسا ہوتا کہ میرے شاہ صاحب پانی یا کھانے کی کوئی بھی چیز تناول نہ فرماتے اور ہستی مطلق کی دریافت اور بحر شوق میں مستغرق رہتے۔ (اس دوران میں) انہوں نے حضرت میاں میر صاحب کی ملازمت ترک نہیں کی۔

جب ایک سال اسی طرح گزر گیا تو حضرت میاں میر صاحب نے حضرت مرشد والا کو طلب حق میں سچا اور خدا جوئی کی آرزو میں پکا دیکھ کر، وہ عنایت و مہربانی جو اپنے دل میں رکھتے تھے، ظاہر فرمائی اور اپنی صحبت میں انہیں باریابی بخشی اور اسی وقت انہیں یاد حق میں لگا دیا۔ حضرت شاہ صاحب کی استعداد چونکہ کمال کی تھی اس لیے کام میں مشغول ہوتے ہی اونچے درجات اور عالی مراتب تک پہنچ گئے اور عالم ملکوت، عالم ارواح و مثالی اور باطنی علوم ان پر منکشف ہو گئے۔ مرشد کے کمالات کی وجہ سے حضرت میاں میر صاحب کی توجہ ہر آن بڑھتی اور دوچند ہوتی گئی قصہ مختصر مرشد نے انیس برس حضرت میاں میر صاحب کی صحبت سراسر بخشش میں اس طرح گزارے کہ موسم سرما لاہور میں حضرت میاں میر صاحب کی خدمت میں گذارتے اور موسم گرما میں، چونکہ حضرت مرشد کا مزاج شریف بہت گرم ہے، حضرت میاں میر صاحب سے اجازت لے کر کشمیر تشریف لے جاتے۔ آپ اس زمانہ میں بڑی ریاضت اور سخت مجاہدہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ میرے مرشد گرامی کی ریاضتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ان انہیں

برسوں میں اور چند سال ان سے پہلے اور حضرت میاں میر صاحب کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ان پانچ سالوں میں، زمین سے پہلو نہیں لگایا، لیکن ان دنوں پہلو تے مبارک زمین پر لگا لیتے ہیں اور ایک پہلو سے دوسرے پہلو کروٹ بھی لے لیتے ہیں مگر سوتے بالکل نہیں ہیں۔ موصوف نہ ہی آنکھ جھپکتے ہیں اور نہ ہی انہیں اونگھ آتی ہے۔ انہوں نے یہ جو اپنی زبان مبارک سے کہا ہے، ان کی بیداری پر دلالت کرتا ہے لیکن اس کا روئے سخن مریدوں کی طرف ہے۔ آپ فرماتے ہیں

"ہم کب تک شور مچاتے رہیں کہ جاگتے رہو۔ جاگتے رہو، نیند دل کی دشمن ہے۔"

حضرت صاحب شوریدہ دل ہو چکے ہیں اور دنیا کی فانی لذتوں سے بالکل کنارہ کش ہو چکے ہیں۔ ریاضت کی کثرت اور توحید میں کمال کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ کے کبھی ختم نہ ہونے والے فیوض حاصل ہو چکے ہیں اور عالم ملکوت، عالم جبروت اور عالم لاہوت حضرت پر منکشف ہو چکے ہیں۔ تمام پردے اٹھ گئے ہیں اور آپ اپنے مطلوب اعلیٰ اور آخری مقصد تک پہنچ گئے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے ہیں کہ اس دروازے کا کھلنا بارگاہ خداوندی تک پہنچنا اس عظیم سعادت اور بڑی دولت کا ملنا کسی غیر کے واسطے کے بغیر محض، ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم کے مصداق خود بخود ہوا ہے۔ اس طرح سے واصل بحق ہونا میرے مرشد والا ہی کا خاصہ ہے۔ حضرت کی ذات پاک کی تعریف کس طرح کی جائے۔ جو کچھ تحریر و تقریر میں آسکتا ہے یا اسے حروف کے لباس یا آواز کی صورت میں ظاہر کیا جا سکتا ہے، یا عقل و وہم اور تخیل میں سما سکتا ہے، حضرت کی ذات بابرکات اس سے برتر، پاک اور مستثنیٰ ہے۔ حضرت مرشد گرامی اپنے احباب اور مریدوں کو اس قدر زیادہ ریاضت، مجاہدہ اور ترک و تجرید کا حکم نہیں دیتے۔

ہمارے اخوند صاحب کا مشرب ماسوائے حق دل کی ترک و تجرید ہے۔ موصوف تھوڑی سی شب بیداری کا حکم دیتے ہیں اور کبھی کبھی اشارتاً فرمایا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی چاہیے کہ دوسرے احباب کی خاطر بیٹھیں، محنت اور ریاضت کریں۔ ان باتوں سے

دراصل کاہلوں کی تنبیہ اور سرزنش مقصود ہے۔ حضرت علم توحید اور مرتبۂ وحدت الوجود کی تحقیق میں آج روئے زمین کے موحدوں کے امام، توحید کے محققین کے پیشوا اس جماعت کے سردار اور اس عالی شان گروہ کے سرخیل ہیں۔ حضرت کا الہام جیسا کلام تمام کا تمام توحید اور کیفیت سے آگاہ کرنے والا ہے اور ان کی تمام گفتگو معرفت پر مشتمل ہوتی ہے۔ حضرت مرشد کو توحید میں کمال و یگانگی، طلب قرب اور رفع بیگانگی کی وجہ سے عالم غیب سے "ما اعظم شانی" کا خطاب ملا ہے، جیساکہ حضرت کی دو رباعیاں اس پر دلالت کرتی ہیں

اگر ذات و صفات کسی شخص کے چہرے پر نمایاں ہوں تو دل کے علم کا گھر اس سے آباد ہوتا ہے۔ وہ سلطان ہے اور بایزید اس کا گدا ہے۔ اس کی شان کتنی اونچی ہے، مبارک ہو۔

انسان جب تک تن سے چمٹا رہے، وہ حیوان ہے جب وہ عالم دل میں جاگزین ہوا تو وہ انسان بن گیا۔ جب وہ تن سے الگ ہو کر عالم دل میں چلا جاتا ہے اور جب وہ ما اعظم شانی کہتا ہے تو اس کی بات خدا کی بات بن جاتی ہے۔

حضرت والا صاحب اسرار دوستوں اور مخلص عقیدت مندوں کے علاوہ کسی کی صحبت میں نہیں بیٹھتے۔ فرشتوں جیسے کام کرنے والوں کی محفل میں میرے شاہ صاحب حقیقت اور معرفت کے علاوہ کسی موضوع پر بات نہیں کرتے۔ میرے شاہ صاحب کی صحبت میں خدائے کریم نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ خواہ کوئی کتنا ہی سنگدل کیوں نہ ہو، جونہی وہ حضرت کی صحبت فیض بخش میں پہنچتا ہے تو اس کے دل میں نرمی اور دوستی پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت کے روئے مبارک اور پر نور پیشانی کو دیکھنے کی برکت سے لوگوں کے دلوں اور ظاہر و باطن میں حضوری کی کیفیت بڑھنے لگتی ہے۔ میرے مرشد والا کے

کلام صدق بیان میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ آپ نے شیعہ سنیّہ فرقہ کے افراد کی اکثریت سے جونہی گفتگو فرمائی اور انہیں سیدھا راستہ اور اہل سنت و جماعت کا سچا مذہب بتایا، تو وہ جماعت اپنا باطل طریقہ چھوڑ کر پاک مذہب سُنّی ہو گئی اور درجۂ کمال کو پہنچی۔ بہت سے کافر اور فاجر حضرت کی توجہ کی برکت سے کفر و کافری سے بیزار ہو کر دینِ مبین اسلام میں داخل ہو گئے۔ میرے اخوند صاحب کے نفسِ مبارک میں اللہ تعالیٰ شانہ نے یہ برکت اور اثر رکھا ہے کہ طالبانِ صادق میں سے جس کسی کو عبادت میں مشغول کر دیتے ہیں اور پہلے ہی دن جب اسے عبادت کا طریقہ بتاتے ہیں، تو وہ شخص سراسر سعادت اور بابرکت صحبت کے طفیل، حضرت رسالت پناہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، چار یار بزرگوار جنہیں خدا نے بزرگی دی ہے، صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیائے نامدار، رحمۃ اللہ علیہم کو، جو اس مجلس میں موجود ہوتے ہیں، دیکھتا ہے۔ وہ بلا شک و شبہ اس مجلس شریف کو دیکھتا ہے اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتا اور اپنی عرض داشتیں پیش کرتا اور ان کا صحیح جواب سنتا ہے۔ اسی طرح وہ صحابہ رضی اللہ عنہم یا اولیائے اللہ رحمۃ اللہ علیہم میں سے جس کے ساتھ چاہے بات چیت کر سکتا ہے۔ ان میں سے اکثر پر پہلے ہی روز عالمِ ملکوت منکشف ہو جاتا ہے اور وہ عالمِ بالا میں سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرشتوں کی صحبت میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں جو کچھ موجود ہے اس کا مشاہدہ کرتا ہے۔ سلسلہ میں داخل ہونے والے بعض دوستوں کو توحید کا ادراک ہو جاتا ہے اور وہ یوں کہ انہیں ذاتِ حق کے علاوہ اور کسی بات کا ہوش نہیں رہتا۔ رفتہ رفتہ یہ حالت اور جوش و خروش کم ہو جاتا ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے میرے شاہ صاحب کو یہ طاقت دی ہے اور وہ ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ میں نے اللہ جل جلالہ کو پا لیا ہے۔ آپ بلند آواز سے فرمایا کرتے ہیں کہ اگر کوئی صدق و عقیدت رکھنے والا چاہے تو اسے بھی خدا تک پہنچا دوں گا۔ آپ نے ان مطالب پر مشتمل رباعیاں کہی ہیں۔ ان میں سے چند رباعیاں بطور تبرک یہاں لکھی جاتی ہیں

جس شخص نے جھوٹ کہا اس نے گناہ کیا۔ میں سچ بات کہتا ہوں، خدا اس پر گواہ ہے۔ ملا شاہ کو چونکہ درگاہ الٰہی کا راستہ مل گیا ہے (اس لئے) ملا شاہ کے مخلص کے لیے بھی دروازہ کھلا ہے۔

بیس سال تک ہم اس جستجو میں رہے کہ ظاہرا طور پر اس کی خوشبو حاصل ہو۔ پھر یہ معلوم ہوا کہ ہم خود اپنی تلاش میں ہیں۔ یہ رمز ہمیں معلوم ہوئی کہ ہم خود وہی تھے۔

برسوں اس شوخ سرمست محبوب کی تلاش میں رہا تاکہ اس کے سرخ ہونٹوں سے مست الست ہوں۔ اچانک ہی ہم نے اپنی طرف نگاہ ڈالی اور اپنے سینے میں اسے دست بدست دیکھا۔

اے توحید تو نے ہمیں رازدان بنا دیا اور ہمیں عزت و ناز کی مسند پر بٹھا دیا ہے۔ تو نے ہمیں استغنا کی صفت عطا کی ہے۔ خوش رہو کہ ہمیں بے نیاز بنا دیا ہے۔

اگر تیرے دل کا رجحان اللہ کی معرفت کی طرف ہے تو تیرا دل معرفت کی خوبی سے آگاہ ہے۔ اے بھوکے تو فقیروں کے دسترخوان سے کیا کھائے گا۔ میٹھا اور روغنی نوالہ تو شاہ کے سامنے ہے۔

جو شخص خلوص سے دولت سرمدی کا طالب ہے آخر کار اسے اس کا راستہ مل جاتا ہے۔ دولت سرمدی کیا ہے؟ معرفت الٰہی۔ یہ دولت ملا شاہ کے گھر میں ہے۔

وہ شخص جو راہ معرفت سے آگاہ ہے، وہ ملا شاہ ہے جو اس راہ کا

عارف ہے۔ اس کی زبان کی تاثیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج وہ لسان اللہ کے لقب سے معروف ہے۔

خدا کی طرف سے آسمان پر اسماء کا نزول ہوتا ہے۔ ہر اسم ہر شخص کے حسب حال ہوتا ہے۔ مجھے شاہ کا نام دیا ہے اور مجھے دولت شاہی بخشی ہے تاکہ میرا نام اسم با مسمیٰ ہو جائے۔

ہمیں دنیا اور عقبیٰ کی متاع سے کوئی غرض نہیں۔ ہم بے سامان اور مفلس ہیں اور کوئی چیز نہیں رکھتے۔ ہم جھوٹ نہیں بولتے، سچ کہتے ہیں۔ اے یار عزیز ہم حق تک لے جانے کا سامان رکھتے ہیں۔

اے راحت و رحمت کو عام کرنے والے، اے ریاضت اور محنت کو نیچے لانے والے۔ اے شاہ تو پلک جھپکنے میں عرش، فرش، دوزخ و جنت دکھا دیتا ہے۔

اے شاہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تو اہل عرفان میں سے ہے۔ توحید کے میدان میں تو شاہ مرداں ہے۔ آج تیرے یار مردوں میں مرد ہیں اور یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ تو شاہ مرداں ہے۔

اے شاہ تو دلوں کے گھر کو آباد کرنے والا ہے۔ تیرا گھر ہمیشہ آباد رہے تو دلوں کا قفل کھولنے کے (فن کا) استاد ہے۔ اس لئے تجھے فتاح القلوب کہہ کر پکارنا چاہیے۔

جس نے چاند کا چہرہ دیکھا اس نے تاریکی سے نجات حاصل کی۔ جس نے چاند کا چہرہ دیکھا اس نے ہمہ جانب بے نظیر چاند کا چہرہ دیکھا۔

یہ سچ ہے کہ جس نے شاہ کا چہرہ دیکھا اس نے جس طرف بھی دیکھا
اللہ کا چہرہ دیکھا۔

میرے شاہ صاحب اپنے حال باکمال اور جاہ و جلال کے مطابق اونچی اور مشکل باتیں کرتے ہیں اور فی الحقیقت جس شخص کی روح عرفان سے معطر ہو چکی ہو اور اس کا دل حقیقت کی چاشنی سے شاد کام ہو چکا ہو، وہی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت کیا فرماتے ہیں۔ ظاہر بین اور صورت پرست گروہ اپنے اعتقاد کے مطابق اپنے دیدۂ بصیرت سے ان کا انکار کر کے راہ حق سے غافل ہو گیا ہے، جیسا کہ حضرت مرشد والا اس گروہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"جو لوگ مجھ سے مہربانی کا برتاؤ نہیں کرتے، وہ سب میرے کاموں پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت کے تو قائل ہیں لیکن وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طریقت کے دشمن ہیں۔"

حضرت ارشاد پناہ آج قطب وقت اور غوث زماں ہیں اور طالبوں کے تانبے جیسے وجود کو سونا بنانے میں اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ آج دنیا ان کے اقبال مند وجود کی وجہ سے اپنی جگہ پر قائم ہے۔ کتنے اچھے ہیں وہ خوش نصیب جو ان کے طالبوں اور غلاموں کے زمرہ میں داخل ہیں اور حضرت کی ارادت اور عقیدت کا حلقہ اپنی روح کے کانوں میں ڈالے ہوتے ہیں۔ ان (خوش نصیبوں نے) اپنے ہاتھوں سے حضرت کا مبارک دامن تھاما ہوا ہے اور حضرت والا دین و دنیا میں اپنا رہنما و پیشوا تسلیم کر لیا ہے۔ حضرت کی طرح مریدوں کی پرورش اور تربیت کی قدرت اور طاقت کہیں صدیوں بعد بڑی مشکل سے (کسی کو) حاصل ہوتی ہے

"شاگردوں کی رہنمائی ہر کسی کو میسر نہیں ہے اور نہ ہر گوہر (گوہر) بدخشاں ہے اور نہ ہر سنگریزہ چمکتا ہوا لعل ہے۔"

اس کے علاوہ آپ اپنی زبان مبارک سے فرمایا کرتے ہیں کہ میری نماز کبھی قضا نہیں ہوئی اور حق تعالیٰ نے کبھی ایسا مرض بھی نہیں لگایا جس سے میری نماز فوت ہوتی۔ میں نے نماز ہمیشہ وقت پر ادا کی ہے اور کر رہا ہوں۔ آپ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا بڑا خیال رکھتے ہیں۔ جب ملا محمد سعید، جو حضرت کے خاص مصاحب اور مخصوص مرید اور صاحب حالات و مقامات اور بڑی ریاضت اور مجاہدہ کرنے والے ہیں، موجود ہوں تو حضرت امامت کے لیے کسی دوسرے کو حکم نہیں دیتے۔ اگر کبھی ملا محمد سعید موجود نہ ہوں تو خود ہی امامت کرتے ہیں۔ حضرت شریعت کے ظاہری (احکام) کی بڑی پیروی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ شریعت کا ظاہر اور باطن نہیں ہے۔ اس لیے ایک مسلمان اور سالک کو چاہیے کہ اپنی ظاہری شباہت کو ظاہرا شریعت کے مطابق آراستہ کرے اور اپنے باطن کو شریعت کے مطابق، جو عین حقیقت ہے، پیراستہ کرے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اکثر علمائے ظاہر، جن کے دماغ تک راہ معرفت اور طریق حقیقت کی خوشبو نہیں پہنچی، ہمیں طعنے دیتے اور ملامت کرتے ہیں اور ان سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ہمارا کوئی بھی فعل شریعت کے منافی یا خلاف ہے، تو بتایئے تاکہ ہم بھی جانیں۔ ان کا اعتقاد چونکہ محض گمان پر مبنی ہے اس لیے اپنے دعویٰ کے حق میں گواہ نہیں لا سکتے۔

میرے مرشد والا دنیا داروں اور خصوصاً سلاطین و امرا سے نذر و نیاز قبول نہیں فرماتے، لیکن بہت تھوڑی یعنی ایک یا دو روپے۔ مریدوں اور معتقدین میں سے تو ہر ایک کمال خلوص و اعتقاد کے ساتھ اپنی جان نثار کرتا ہے، مال کی بھلا کیا حیثیت ہے؟ وہ جو تھوڑی بہت نذر و نیاز لاتے ہیں، اسے قبول کر کے دوسروں پر صرف کرتے ہیں۔ ان دنوں ان کی خدمت میں ایک دو خادم رہتے ہیں۔ اوائل عمر میں خادم نہیں رکھتے تھے۔ (اس زمانے میں) ان پر تجرد و تفرد کا غلبہ تھا حضرت کے بیٹھنے کی سنت اور طریقہ دو زانو بیٹھنا ہے۔ لیکن کبھی چہار زانوں ہو کر بھی بیٹھتے ہیں اور تکیہ بھی لگاتے ہیں کبھی ٹانگیں پھیلا کر بھی بیٹھ جاتے ہیں۔ کبھی کبھی چاندنی میں بھی بیٹھ جاتے ہیں اور کبھی

اندھیرے کمرے میں بھی۔ دنیا داروں کی صحبت سے بڑا پرہیز کرتے ہیں۔ مرشد گرامی کی خدمت شریف میں جو بھی آتا ہے پرسش احوال کے طور پر اس سے دو تین سوال کرتے ہیں کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اور کہاں سے آتے ہو؟ اس کے بعد اپنے دست مبارک فاتحہ کے لیے اٹھا کر اسے رخصت فرماتے ہیں لیکن حضرت کے احباب، مریدین اور مخلصین کی جماعت اکثر ان کی خدمت باسعادت میں حاضر رہتی اور فیضیاب ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ حضرت کے احوال شریف اس سے زیادہ نہیں کہ انہیں دوام حضور کے ساتھ ذات مطلق کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ بیٹھتے، کھاتے اور پیتے وقت کوئی لمحہ بھی مشاہدہ سے خالی نہیں رہتا۔ اس لیے ہمیشہ خوش، شگفتہ، مسرور اور متبسم رہتے ہیں۔ ان کے طریقے میں روحانی قبض اور بے لذتی نہیں ہے۔ کبھی کبھی خوشی کے مارے قہقہہ بھی لگاتے ہیں اور کبھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ، سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل کرتے ہوئے، ہنسی اور مزاح بھی فرماتے ہیں۔ حضرت کو چونکہ ہمیشہ دوام مشاہدہ حاصل ہے اس لیے وہ ہنسی بھی عین معرفت اور توحید ہوتی ہے۔ آپ ہمیشہ بیدار رہتے ہیں اور آپ کی چشم مبارک اونگھ سے بھی ناآشنا ہے۔ تھکاوٹ اور سستی جو لازمہ بشریت ہے، ان کے مبارک چہرہ اور پرنور پیشانی پر ظاہر نہیں ہوتی۔

آنحضرت کے وضو کرنے کا طریقہ یوں ہے کہ اکثر خود اپنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور وضو کرتے ہیں۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ خادم ان کے بابرکت ہاتھوں پر پانی ڈالے۔ میرے مرشد گرامی کا لباس یہ ہے کہ خرقہ نہیں پہنتے۔ آپ عام لباس پہنتے ہیں۔ موصوف ہمیشہ سفید رنگ کی دستار باندھتے ہیں۔ دستار کے نیچے کلاہ ہوتی ہے۔ رنگدار دستار کو پسند نہیں فرماتے۔ گرم موسم میں کبھی کبھی ٹوپی بھی سر پر رکھ لیتے ہیں اور کبھی ٹوپی کے اوپر صافہ بھی لپیٹ لیتے ہیں۔ کشمیر کی ہوا چونکہ خنک ہے اس لیے اکثر ترمہ کا لباس پہنتے ہیں۔

کھانے کی کوئی چیز حضرت کے خانہ مبارک میں نہیں پکتی۔ ان کے مرید اور عقیدتمند حصول سعادت کی غرض سے مرشد گرامی کی خدمت بابرکت میں کھانا لاتے ہیں،

حضرت اسے تناول فرماتے ہیں۔ اگر مریدوں یا معتقدین میں سے کوئی شخص خلوص دل سے کھانا پکائے اور انہیں مدعو کرے تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس کے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ وہاں جو چیز بھی کھانے کے لیے پیش کی جاتی اسے تناول فرماتے ہیں۔ دوستوں کے ساتھ دن میں کبھی ایک وقت کبھی دو وقت جس قسم کا بھی کھانا مل جاتے، خواہ وہ لذیذ ہو خواہ بدمزہ، تناول فرماتے ہیں۔ آپ کبھی کبھی جنگل کی طرف بھی نکل جاتے ہیں۔ اگر کوئی چیز میسر نہ ہو تو دو تین دن بغیر کھائے پیے گذر جاتے ہیں۔ آنحضرت کا مزاج مبارک چونکہ گرم ہے اس لیے زیادہ تر سرد چیزیں ہی استعمال فرماتے ہیں۔ کبھی اپنے کاشانہ مبارک سے نہروں اور جنگلوں کی سیر کو تشریف لے جاتے ہیں۔ کشمیر کے دریا (جہلم) کے اطراف و اکناف بہت دلکش اور نہایت سرسبز اور خوش ہوا ہیں۔ اس لیے وہ بہت زیادہ طراوت اور لطافت رکھتے ہیں۔ موصوف اللہ تعالیٰ کی صنعت کو دیکھنے اور سیر و تفریح کے ارادے سے شہر کے گرد و نواح میں بھی چلے جاتے ہیں اور چند روز شہر سے باہر رہ کر دوبارہ شہر کو اپنے مبارک قدموں سے منور فرماتے ہیں۔ آپ کبھی کبھی گھوڑے کی سواری بھی فرماتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر بے تکلفی کے ساتھ پیادہ سیر فرماتے ہیں۔ اس علاقے میں لوگ زیادہ تر کشتی کے ذریعے سفر کرتے ہیں اس لیے کبھی کبھی کشتی میں بھی سوار ہو جاتے ہیں۔

میرے مرشد والا کے خوارق و کرامات بہت زیادہ اور شمار سے باہر ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں سے تھوڑے سے ہی لکھنے بیٹھے تو ایک کتاب تیار ہو جائے۔ حضرت چونکہ ایسی باتوں کا اظہار پسند نہیں فرماتے اس لیے انہیں لکھنے سے منع فرماتے ہیں۔ ان کی ایک معمولی سی کرامت یہ ہے کہ سائل کے دل میں جو کچھ ہوتا ہے اسے ایک ہی نظر میں معلوم کر لیتے ہیں۔ حضرت کی یہ رباعی اس بات پر دلالت کرتی ہے:

"تو ہر کوچے میں موحد ہونے کی ڈینگیں مارتا پھرتا ہے۔ تو اپنے ظاہر کو بھی باطن بنا لے اور کسی شخص سے فضول بات نہ کر۔ تو اپنے دل کی دنیا میں "کن فیکون" کی کیفیت پیدا کر۔ اگر تو موحد